کتاب سیاست اسلامیہ کی ساتوین فصل کا ترجمہ

فلسفہ شہادت

یعنی

مشہور و معروف مورخ روشن خیال فلاسفر و حکیم

"مسیو ماربین جرمنی" کی مورخانہ تحریر

جس سے

شہادت حضرت سید الشہدا کے عقلی رموز اور عزاداری کے اسلامی فوائد

اور ان دونوں کا بقائے اسلام میں جزو اعظم ہونا اچھی طرح واضح ہو رہا ہے

مع مضمون ڈاکٹر جوزف مورخ فرانس

باہتمام محمد جواد نظامی پریس لکھنؤ (آہنی پھاٹک) میں چھپی

بار دوم　　تعداد طبع ایکہزار　　قیمت ۲ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلسفۂ مذہب شیعہ

حسینؑ ابن علیؑ ابن ابی طالب ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف نواسہ ہین محمدؐ کے جو شکم (اقدس) سے ان کی پیاری صاحبزادی فاطمہؑ کے پیدا ہوئے ان کے حق مین یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ تمام اخلاق اور صفات جو اسوقت عرب مین اچھے سمجھے جاتے تھے ان مین موجود تھے (ان حضرت نے) شجاعت (بہادری) وراثتاً اپنے پدر بزرگوار سے حاصل کی تھی (آنجناب) اپنے جد (بزرگوار) کے احکام کو تمام مسلمانون سے زیادہ جانتے تھے۔ آپ مین صفت سخاوت جو محبوب ترین صفات مین سے ہے اعلیٰ درجہ پر پائی جاتی تھی آپ نہایت خوش بیان اور طلیق اللسان شخص تھے بالاتفاق تمام مسلمان حسینؑ کو اچھا سمجھتے تھے یہان تک کہ وہ گروہ بھی جو اُنکے پدر بزرگوار اور برادر عالی مقدار کو ناسزا کلمات کے ساتھ یاد کرتے ہین یعنی خوارج آپ کے مداح و ثناخوان ہین اور ان کی کتابین آپ کے محاسن صفات اور مناقب سے

معاملہ مین آپ غیرت دار راست گو اور نڈر شخص تھے۔

حسین ؑ کے حق مین مسلمانون کے اکثر گروہ بڑے بڑے اعتقادات رکھتے ہین
لیکن بلا خوف معارضہ (اعتراض) کے نہایت اطمینان سے جو بات ہم اپنی کتاب مین
لکھ سکتے ہین وہ یہ ہے کہ علی کے پیرو (یعنی شیعہ) حسین ؑ کے بارے مین اس سے زیادہ
عقیدت کیش ہین کہ جتنا مسیح کے (اطاعت گذار) نصاریٰ ان کے حق مین عقیدہ رکھتے
ہین جس طرح سے ہم قائل ہین کہ مسیح نے تمام زحمتین گناہون کے بخشوانے کے واسطے
گوارا کین اسی طرح شیعہ حسین ؑ کے حق مین اعتقاد کرتے ہین اور ان حضرت کو قیامت
کے روز گنہگارون کے واسطے شفیع مطلق جانتے ہین حسین ؑ کے حق مین اگر ہم ایسی
بات کے قائل ہونا چاہین جو ہرگز قابل انکار نہ ہو سکے تو وہ یہ ہے کہ حسین اپنے
زمانہ مین سیاست مین اعلیٰ درجہ رکھتے تھے بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ ارباب دیانات
مین سے کسی شخص نے ایسی مؤثر سیاست اختیار نہین کی جیسے آنجناب نے
اختیار فرمائی۔ اور باوجودیکہ ان کے والد بزرگوار علی ؑ حکیم الاسلام تھے اور نیز
ان کی ذاتی حکمت اور ان کے مخصوص کلیات مشہور زمانہ حکما سے ہرگز کم نہ تھے
لیکن پھر بھی حسین ؑ کی ایسی سیاست ان سے ظاہر نہین ہوئی۔ اس بات کے
ثبوت کے واسطے عرب جاہلیت کی تاریخ کی طرف تھوڑی توجہ کرنا ضروری ہے
جس سے واضح ہوگا کہ بنی اُمیہ اور بنی ہاشم کے مابین سلسلہ قرابت تھا۔
یعنی یہ دونون آپس مین ایک دوسرے کے چچا کے بیٹے تھے کیونکہ ہاشم اور امیہ

دونون عبد مناف کے فرزند ہین اسلام کے پیشتر ان دونون چچازاد بھائیون مین
باہم اعلی درجہ کی عداوت اور کدورت تھی۔ متواتر جنگ وجدل ہوا کرتے تھے۔
عرب کی اصطلاح کے موافق ایک دوسرے کا خون خواہ تھا عرب مین (یہ دونون قبیلے
بنی امیہ اور بنی ہاشم عزیز اور محترم اور صاحب سیادت تھے بنی امیہ باعتبار ثروت
اور ریاست کے اور بنی ہاشم بلحاظ علم اور روحانیت کے (ریاست روحانی سے مراد
خدمت خانہ کعبہ ہے اور اتبک یہ ریاست بنی ہاشم ہی کے اختیار مین ہے شریف مکہ
کے واسطے بنی ہاشم مین سے ہونا لازم ہے) ابتدائے اسلام مین بنی امیہ اور
بنی ہاشم کے مابین نفاق اور کدورت ایک اعلی پیمانہ پر پہونچ گئی تھی۔ یہانتک
کہ محمدؐ نے مکہ کو فتح فرمایا اور تمام قریش اور بنی اُمیّہ کو اپنا مطیع اور فرمانبردار بنایا
یہ وجہ تھی۔ کہ عرب مین بنی ہاشم کو طبعاً بزرگی مل گئی اور بنی اُمیہ بھی مطیع انکے ہو گئے
یہ واقعہ بنی اُمیّہ کے دلون مین حسد کی آگ بھڑکائے رکھتا تھا اور وہ بنی ہاشم
سے اس کینۂ دیرینہ کے سبب سے انتقام لینے کی تاک مین رہتے تھے تا اینکہ محمدؐ
کی رحلت کے بعد موقع پاکر اُنھون نے اچھی طرح کوشش کی کہ محمدؐ کی جانشینی
ولیعہدی کے اصول کے موافق نہ ہونے پائے انجام کار (الکشن) کے اصول پر کثرت آرا
سے جانشینی کا فیصلہ قرار دیدیا اور بنی اُمیّہ کی مخالفانہ قوت نے ایسا موقعہ دیا
کہ بنی ہاشم کی طرف کثرت آرا ہونے پائے اس میدان مین بنی اُمیّہ کامیاب اور
بنی ہاشم پر غالب آگئے۔ اس خلیفہ تراشی کی مناسبت سے بنی اُمیّہ نے مقام بلند

حاصل کیا اور اپنے آئندہ امور کے لیے راہ کو صاف کر لیا اور ہر روز محمدؐ کے
جانشینون اور خلفار کے نزدیک اپنے مراتب و مناصب بڑھا بڑھا کر سلطنت
اسلام کے امور مین خود بھی رکن رکین بن گئے یہان تک کہ تیسری جانشینی محمدؐ
کی بنی اُمیہ مین مسلّم ہو گئی اور ہر مقام مین اور ہر کام مین بنی امیہ عام طور پر نظم و
نسق کے مختار ہو گئے اور آئندہ کے لئے بھی انھون نے اپنی جگہ کو محکم کر لیا۔ یہ لوگ
اُس دیرینہ عداوت و کدورت کے سبب سے اور ان خونون کی معاوضہ طلبی مین
جو رسم عرب کے موافق بنی امیہ بنی ہاشم کے ذمہ رکھتے تھے۔ پاک نیت اور خلوص
عقیدت اسلام کے ساتھ بہت کم ظاہر کرتے تھے اور باطن مین اُنھین عار معلوم
ہوتی تھی کہ دین پر توسکہ بنی ہاشم کا ہو اور یہ اس دین کی پیروی کرین لیکن
اسوقت چونکہ مسلمان بہت تھے اور یہ لوگ بھی اس دنیا کی پیروی کے سایہ مین
حصول مطلب کو منحصر سمجھے ہوئے تھے ظاہر بظاہر مخالفت نہ کرتے تھے بلکہ اسی
دین کی پیروی کرتے رہتے تھے۔ یہان تک کہ جب اُنھون نے دیکھا کہ عزت کا اعلیٰ
زینہ اور ترقی کا بلند مقام ان کے ہاتھ آگیا اور اپنے جاہ و جلال کو مستحکم کر چکے
فوراً کھلم کھلا احکام سے تمرد اور سرکشی شروع کر دی اور عام دربار مین اُس دین
پر جسے بنی ہاشم لائے تھے۔ تمسخر اور استہزا کے کلمات کہنے لگے (شاید یزید کے کلمات
اور اس کی حرکات کے طرف اشارہ ہے) بنی ہاشم نے بھی جب یہ رنگ دیکھا
اور بنی اُمیہ کے خیالات ان کی سمجھ مین آنے لگے تو بیکار نہین بیٹھے محمدؐ کے تمیز

خلیفہ کی حرکتون کو عجیب و غریب پیرایہ مین لوگون کو سمجھانے لگے اور مسلمانون کو مخالفت خلیفۂ سوم پر برانگیختہ کردیا یہان تک کہ مسلمانون کے مختلف طبقات کے جو رئیس اور سردار تھے سب نے شرکت کرکے محمدؐ کے تیسرے خلیفہ کو جس کا نام عثمان تھا اور وہ بنی امیہ سے تھے قتل کرڈالا اور کثرت آرا کے اصول کے موافق علی چوتھے جانشین بنائے گئے۔

یہ دیکھکر بنی امیہ نے یقین کرلیا کہ بنی ہاشم پھر اُسی عظمت و سیاست کے پایہ پر پہونچ جائینگے جو دورہ محمد مین اُنھین حاصل تھی یہ سبب تھا کہ معاویہ نے جو مدت سے پہلے جانشینون کی طرف سے شامات کا حاکم اور بہت مقتدر اور ہوشیار اور دور بین آدمی تھا۔ یہ بہانہ کرکے کہ عثمان کا قتل علیؑ کے اشارہ سے تھا مخالفت کا جھنڈا کھڑا کردیا اور مسلمانون مین اختلاف ڈال دیا کہ جاہلیت کے اصول کے موافق عرب مین پھر تلوار کھنچ گئی۔ اب متعدد لڑائیون مین اگرچہ معاویہ علیؑ پر غالب نہ آیا مگر مغلوب بھی نہوا۔ یہ وجہ تھی کہ بنی ہاشم کی ریاست سے بنی اُمَیّہ کی ہرتابی کو کچھ زیادہ طول نہ ہوا تھا۔ کہ علیؑ کو بھی قتل کردیا پس اُسوقت معاویہ کو پورا غلبہ ہوگیا اور حسنؑ نے جو حسینؑ کے بڑے بھائی تھے اور محمد کے پانچوین خلیفہ تھے۔ معاویہ سے صلح کرلی۔ اور محمد کی جانشینی دوبارہ بنی امیہ مین مُسلّم ہوگئی ادھر تو معاویہ کو اقتدار حاصل ہوا اور اُدھر اس نے بنی ہاشم کی قوتون کو ضعیف کرنے کے لئے عملی کوشش شروع کردی اور ان کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نابود کرنے کیواسطے

کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا حسینؑ اس وقت اگرچہ اپنے بڑے بھائی حسنؑ کے فرمانبردار تھے تاہم بنی امیہ کی اطاعت مین شریک نہ تھے اور مصلحتاً ظاہر بظاہر اُن کی (بنی امیہ کی) مخالفت بھی نہ کرتے تھے حسین نے بالاعلان کہہ دیا کہ مین خدا کی راہ مین عنقریب قتل کیا جاؤن گا۔ اور مین ناحق بات کی پیروی نہین کرونگا۔ اس وجہ سے بنی امیہ کو ان کی جانب سے اندیشہ تھا یہان تک کہ اس کشمکش نے طول کھینچا اور وہ زمانہ آگیا کہ حسنؑ اور معاویہ نے رحلت کی اور یزید معاویہ کا جانشین قرار پایا یعنی بطور اصول ولیعہدی کے اس کی جانشینی ہوئی۔ علیؑ کے بعد سے الکشن کا (انتخاب) طریقہ جانشینی کے بارے مین موقوف کردیا گیا تھا۔ ولیعہد کے مقرر کرنے کے بعد صرف ایک رضانامہ بزرگون سے حاصل کرتے یعنی رؤسائے قوم سے بیعت لے لیتے تھے (امام) حسینؑ نے ایک جانب تو یہ دیکھا کہ بنی امیہ کی حرکتین جنھین عام سلطنت حاصل ہو چکی تھی اور ریاست روحانی پر بھی وہ مسلط ہو چکے تھے۔ عنقریب مسلمانون کے عقیدہ کو ان کے جد کے دین سے متزلزل کردینگے اور دوسری جانب انھین اس بات پر یقین ہوگیا کہ چاہے وہ یزید کی اطاعت اختیار کرلین یا نہ کرین بنی امیہ اپنی دیرینہ عداوت اور انجام اندیشی کے خیال سے بنی ہاشم کے نابود کردینے مین کسی قسم کی فروگذاشت نہ کرینگے۔ اور اگر تھوڑے دنون بھی یہ حالت باقی رہی تو دنیا مین بنی ہاشم کا نام ونشان تک باقی نہ رہے گا یہی وجہ تھی کہ آپ نے بنی امیہ کے برخلاف

اسلام مین ایک ریوولیوشن قائم کرنے کا مصمم قصد فرما لیا تھا چنانچہ جس وقت سے یزید معاویہ کا جانشین ہوا۔ اس وقت سے آپ نے اس کی اطاعت سے انکار کو اپنے واسطے واجب سمجھ لیا اور آپ اپنی اس مخالفت کو کسی پر پوشیدہ نہین کرتے تھے۔ اسی بنا پر یزید بھی آپ سے بیعت لینے اور آپ کو اپنا مطیع بنانے کے واسطے مصر اور کوشان تھا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے دیدہ و دانستہ اس اعلیٰ خیال کے واسطے جو آپ کے دماغ مین موجود تھا۔ اپنے لئے موت کو گوارا کیا اور اسلامی دنیا مین ایک اعلیٰ ریوولیوشن (انقلاب) قائم کرنے کی جہت سے آپ نے شہید ہونے پر پیشقدمی کی۔

جو شخص اس زمانہ کے حالات اور بنی امیہ کا طرز معاشرت اور تمام اسلامی گروہون پر ان کا غالب آجانا اور مسلمانون کی سست اعتقادی ان تمام باتون سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہے۔ وہ بلا تامل اس امر کی تصدیق کر سکتا ہے کہ حسینؑ نے اپنی جان دیکر اپنے نانا کے دین اور اسلام کے قاعدون کو زندہ کر دیا اگر یہ واقعہ پیش نہ آتا اور برقی احساس آنحضرت کے شہید ہونے سے مسلمانون مین پیدا نہ ہوتا ہرگز اسلام اپنی موجودہ حالت پر باقی نہ رہتا اور چونکہ ابھی اس کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اس لئے یہ بات ممکن تھی کہ اس کی رسوم اور قوانین بالکل نابود ہو جاتے چونکہ حسینؑ کو اپنے والد کے انتقال کے بعد سے اس عالی مطلب کے پورا کرنے کا پکا ارادہ تھا۔

اسی لیے آپ نے یزید کے جانشین معاویہ ہونے کے تھوڑے ہی دنون بعد مدینہ سے اس بنا پر سفر اختیار کیا۔ تاکہ مسلمانون کے بڑے بڑے مقامات (مکہ و عراق وغیرہ) مین پہونچکر اپنے اعلیٰ خیال کو منتشر فرمایئن۔ یہ آپ کی سیاست کا مقصد تھا۔ کہ جہان آپ قدم رکھتے تھے وہان کے مسلمانون کے دلون مین بنی امیہ کی جانب سے نفرت پیدا ہوتی جاتی تھی۔

چونکہ یزید بھی ان باریکیون سے بے خبر نہ تھا اس لیے جانتا تھا کہ اگر کسی چھوٹے مقام مین بھی اس کا خیال کارگر ہو گیا اور آپ نے علم مخالفت بلند کر دیا تو بلحاظ اُس نفرت کے جو مسلمانون کے دلون مین بنی امیہ کے طرز معاشرت اور حکومت نے پیدا کرا دی ہے اور بلحاظ اُس قلبی توجہ کے جو مسلمانون کو حسین ؑ کے ساتھ اس وقت مین موجود ہے نہایت سرعت کے ساتھ مین آپ کا وہ خیال تمام اسلامی ممالک مین جاری وساری ہو جائے گا۔ اور سلطنت بنی امیہ کا دائمی قلع و قمع ہو جائے گا۔ یہ سبب تھا کہ یزید نے تخت پر بیٹھتے ہی تمام باتون سے پہلے حسین ؑ کے قتل کرنے کا پکا ارادہ کر لیا۔ بنی اُمیہ کی سیاسی غلطیون مین سب سے بڑی غلطی یہی تھی اور یہی ایک ایسی خطائے سیاسی تھی کہ جس کے سبب سے اپنے نام ونشان کو (بنی امیہ) نے صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔ بہت بڑی دلیل اس بات پر کہ حسین ؑ قتل گاہ مانگ گئے اور ہرگز ان کا قصد سلطنت اور ریاست حاصل کرنے کا نہ تھا یہ ہے کہ حسین ؑ

اپنے اس علم وسیاست اور تجربہ سے جو انھین پدر (بزرگوار) اور برادر (عالی مقدار) کے زمانہ سے بنی اُمیہ کے ساتھ جنگ وجدل کرنے کے متعلق حاصل تھا خوب جانتے تھے کہ بحالت نہ مہیا ہونے اپنے اسباب کے اور بسبب اس اقتدار وعظمت یزید کے اس کے ساتھ مقابلہ کسی طرح ممکن نہین ہے۔

دوسرے یہ کہ حسینؑ اپنے پدر (بزرگوار) کے مقتول ہونے کے بعد اپنے مقتول ہونے کی ہمیشہ پیشین گوئی کیا کرتے تھے۔ اور جس وقت سے کہ مدینہ سے اپ نے حرکت کی صاف صاف اور بآواز بلند کہتے تھے کہ مین مقتول ہونے کے لیے جارہا ہون اور اپنے سب ہمراہیون سے بھی محض اتمام حجت کیلئے یہی بیان کرتے تھے تاکہ جو کوئی جاہ وجلال کے حرص وطمع مین ہمراہی چاہتا ہو جدا ہو جائے اور یہی بات اُن کے ورد زبان تھی کہ قتل گاہ کا راستہ میرے سامنے ہے اور یہ بھی (سمجھنے کی بات) ہے کہ حسین کا اگر یہ ارادہ نہوتا یعنی غور وفکر اور علم اور ارادہ کے ساتھ مقتول ہوجانے پر آمادہ نہ ہوتے تو اس طرح اپنا قتل گوارا نہ کرتے اور لشکر کے جمع کرنے مین (بقدر امکان) کوشش عمل مین لاتے۔ نہ یہ کہ جو ہمراہ تھے انھین بھی متفرق وپراگندہ کردیتے چونکہ کوئی قصہ سوائے مقتول ہوجانے کے کہ جوان خیالات عالی اور اس مقدس رولیوشن کا مقدمہ تھا مدنظر ان کے نہ تھا اسلیے انھون نے

یہی سمجھ کر کہ بہت بڑا ذریعہ اس کا بیکسی اور مظلومیت ہے اسی کو اختیار کیا تاکہ ان کی مصیبت دلون مین زیادہ تر مؤثر ہو جائے۔

ظاہر ہے کہ وہ محبوبیت کا مرتبہ جو اس زمانہ مین حسینؑ کو مسلمانون مین حاصل تھا اگر اس کے ساتھ اپنی قوت بڑھانا چاہتے تو ایک (بڑا) لشکر فراہم کر سکتے تھے مگر اس صورت مین اگر وہ مقتول بھی ہوتے تو یہی کہا جاتا کہ سلطنت و بادشاہی کی خواہش مین مقتول ہوئے اور وہ مظلومیت جس کا نتیجہ عظیم الشان (ریولیوشن) انقلاب تھا حاصل نہ ہوتا۔ کہ اپنے پاس سوائے ان لوگون کے جن کی جدائی امکان سے باہر تھی کسی کو اپنے ساتھ نہین رکھا مثل فرزند و برادر اور بھتیجون اور بنی اعمام اور چند مخصوص احباب باوفا کے۔ تا اینکہ ان سے فرمایا کہ تم بھی چھوڑ کر جدا ہو جاؤ۔ مگر انھون نے منظور نہ کیا اور اور وہ بھی ایسے حضرات تھے کہ مسلمانون کے نزدیک تقدس اور جلالت قدر کے اوصاف رکھتے تھے۔ اور ان کا حسینؑ کے ساتھ قتل ہو جانا اس واقعہ کی زیادہ عظمت و تاثیر کا سبب ہوا۔ حسینؑ نے اپنے علم و سیاست کی قوت کے ساتھ بنی اُمیہ کے ظلم و ستم کے افشا مین اور اُن خیالات کے اظہار مین جو بنی ہاشم اور اولاد محمدؐ کی عداوت مین ان لوگون کے دلون مین تھی کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا ان مین سے ایک بات یہ ہے کہ چونکہ بنی اُمیہ کی عداوت کو آپ اپنے اور اپنے خاندان کے ساتھ جان چکے تھے کہ میرے قتل کے بعد بنی ہاشم کی

عورتین اور بچے (جو کہ آل محمد تھے) اسیر و مقید ہو جائین گے اور یہ واقعہ مسلمانون مین علی الخصوص عرب مین اس درجہ پر پُرتاثیر ہو جائے گا جس کا تصور بھی نہین ہو سکتا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بنی امیہ کی ظالمانہ حرکت اور ان کے بیرحمانہ سلوک جو انھون نے اپنے نبی کے حریم (مخدرات) اور اطفال کے ساتھ کیا اس قدر مسلمانون کے دلون مین تاثیر کر گیا جو کسی طرح حسینؑ اور ان کے ہمراہیون کے قتل ہو جانے سے کم نہ تھا جس نے خاندان محمدؐ کے ساتھ بنی امیہ کی دشمنی کو اور اسلام کے ساتھ ان کے عقائد کو اور مسلمانون کے ساتھ ان کے برتاؤ کو (اچھی طرح) واضح کر دیا یہ سبب تھا کہ حسینؑ اپنے ان دوستون سے جو انھین اس سفر سے ممانعت کرتے تھے صاف طور پر کہدیتے تھے کہ مین تو مقتول ہو جانے کیلیے جارہا ہون چونکہ ان لوگون کے خیالات محدود تھے اور حسینؑ کے مقاصد عالیہ پر انھین اطلاع نہ تھی اس سفر سے ممانعت مین اصرار کرتے تھے جس کا آخری جواب حسینؑ کے طرف سے یہ تھا کہ خدا کی مشیت یہی ہے۔ میرے نانا نے مجھے یہی حکم فرمایا ہے اور جب وہ یہ اصرار کرتے تھے کہ جب آپ مقتول ہو جانے کی غرض سے جاتے ہین تو عورتون اور بچون کو ہمراہ نہ لے جایئے تو جواب دیتے تھے کہ خدا کی مشیت یہی ہے کہ میرے عیال اسیر و مقید ہون اور حسینؑ کے یہ کلمات اسوقت چونکہ روحانی ریاست کی حیثیت سے تھے لاجواب تھے۔ یعنی کسی کو مجال دم زدن نہ ہوتی تھی اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حسینؑ

سوائے اُن عالی خیالات کے جو اُن کے سر مین تھے کوئی دوسری غرض خیال مین
لاتے ہی نہ تھے اور (ظاہر ہے) کہ یہ مصائب انھون نے سلطنت و بادشاہی
کے لیئے برداشت نہین کیئے اور نہ بغیر سمجھے ہوئے اس مہلکۂ عظیم مین انھون نے
قدم رکھا ہے جیسا ہمارے بعض مورخین نے خیال کر لیا ہے اور دلیل اس کی
یہ ہے کہ وہ اپنے اُن مخصوص اصحاب سے جن کا دماغ روشن اور عقل سلیم تھی
اس واقعہ سے سالہا سال پیشتر اپنی مصیبتون سے تسلی دینے کی غرض سے
کہا کرتے تھے کہ میرے قتل ہو جانے کے بعد اور ان جانکاہ مصائب گذر جانے
کے بعد خداوند عالم ایک جماعت کو آمادہ کریگا جو حق کو باطل سے جدا کر لینگے
اور ہماری قبرون کی زیارت کرینگے اور ہماری مصیبتون پر روئین گے اور
اور دشمنان آل محمدؐ کو اچھی طرح ہلاک کرین گے یہ لوگ خدا کے دین اور
میرے نانا کی شریعت کی ترویج کرین گے۔ اور میرے جد بزرگوار انھین ست دور رکھین گے
اور وہ قیامت کے دن ہمارے ساتھ محشور ہونگے۔

اگر حسینؑ کے کلمات و حرکات پر باریک بین نگاہ سے غور کیا جائے تو
معلوم ہو جائے گا کہ بحیثیت سیاست انھون نے بنی امیہ کے قبائح و شنائع اور بنی ہاشم
کے ساتھ ان کی قلبی عداوت اور نیز اپنی مظلومیت ظاہر کر دینے مین کوئی دقیقہ
اٹھا نہین رکھا اور یہ بات ان کے لیے حد درجہ کی سیاست اور قوت قلب
اور اپنے مقصد عالی کے پورا کرنے مین خود رفتگی کو ثابت کر رہی ہے حسینؑ نے

انپی زندگی کے آخری وقت مین اپنے طفل شیر خوار کے باب مین وہ کام کیا کہ
زمانہ کے فلاسفہ کے عقول کو متحیر کردیا یعنی اس وقت آخر مین ان جانکاہ مصائب
کے ہجوم مین ان افکار کثیرہ کے تزاحم مین اس تشنگی مین اس کثرت جراحات مین
بھی اپنے مقصد عالی سے چشم پوشی نہ کی اور باوجودیکہ جانتے تھے کہ ان کے
فرزند صغیر پر بنی امیہ رحم نہ کرینگے محض اس غرض سے کہ اپنی مصیبتون کی عظمت
بڑھا دین - اور یہ مصائب زیادہ تر عظیم الشان ہوجائین اس بچے کو اپنے ہاتھ پر بلند
کرکے سب سے اس کے لیئے پانی کی خواہش کی اور زبان تیر سے اس کا جواب سنا -
گویا اس عمل سے حسینؑ کی غرض یہ تھی کہ تمام اہل عالم واقف ہوجائین کہ بنی اُمیّہ
کی عداوت بنی ہاشم کے ساتھ کس حد کی تھی - اور تصور کرلین کہ یزید دفاع کے لیئے
ایسے ظلم وستم کرنے پر مجبور نہ تھا اس لیئے کہ شیر خوار بچے کا ایسی حالت مین اس
وحشت ناک طریقے سے قتل کردینا سوائے وحشیت اور بہیمانہ عداوت کے جو ہر
دین ومذہب وقانون وقاعدہ کے منافی ہے اور کچھ ظاہر نہ کرتا تھا اور یہی
ایک نکتہ قبائح اعمال اور نیّات فاسدہ اور عناد بنی امیہ کا پردہ فاش اچھی طرح
کرسکتا ہے اور تمام اہل عالم علی الخصوص مسلمانون پر ظاہر کردیا کہ بنی امیہ فقط احکام
اسلام کی ہی مخالفت مین ایسی حرکات نہین کرتے بلکہ جاہلانہ تعصبات کی وجہ سے
کوشان ہین کہ ایک متنفس بھی بنی ہاشم مین کا خصوصاً عترتِ محمدؐ کا باقی نہ چھوڑین
ان خیالات عالیہ کے ساتھ جو حسینؑ کے مدنظر تھے بوجہ اس عقل عالی اور سیاست کے

کہ جوان کے لیے مسلم تھی۔ جب تک مقتول ہون کوئی کام ایسا نہین کیا جس سے یہ ظاہر ہو سکے کہ بنی امیہ اُس کے دور کرنے مین مجبور رہین یہان تک کہ باوجود اُس اقتدار کے جو مسلم تھا اور باوجود کمال باثر ہونے کے حسینؑ نے کسی ایک شہر پر بھی بلاد اسلام مین سے قبضہ نہین کیا اور نہ کسی حکومت پر مملکت یزید سے حملہ کیا اور انجام مین قبل اس کے کہ حسینؑ سے کوئی مخالفانہ یا غیر مطیعانہ حرکت یا شورش و بلوہ ظاہر ہونے پائے انھین ایک بیابان بے آب و گیاہ مین محاصرہ کر لیا۔ حسینؑ نے ہرگز نہ کہا تھا کہ مین بادشاہ ہون گا یا مین پادشاہی کا طالب ہون فقط بنی اُمیّہ کے اعمال قبیحہ کا اظہار کیا تھا اور کہا تھا کہ ان کی وضع و طرز سلوک باعث اضمحلال اسلام ہے اور اپنے مقتول ہونے کی خبر دی تھی اور اپنی مظلومیت پر خوش و مسرور تھے۔ اور جب انھین جنگل مین گھیر لیا تھا اس وقت بھی وہ کہتے تھے کہ اگر مجھے چھوڑ دو تو مین آمادہ ہون کہ مین اپنے عیال و اطفال کو لے کر سلطنت یزید یعنی مملکت اسلامیہ سے باہر چلا جاؤن اسی ایک نکتہ نے جس سے حسینؑ کی سلامت نفس واضح ہے مسلمانون کے دلون مین برخلاف بنی امیہ کے انتہا درجہ کا اثر کیا۔ حسینؑ سے پہلے بھی بہت سے رؤسائے روحانی اور ارباب دیانات بحالت ظلم قتل کیے گئے ہین اور ان کے قتل کے بعد ہی (ریولیوشن) انقلاب ہوا ہے اور ان کے تابعین نے ان کے دشمنون پر تلوار کھینچی ہے جس طرح بنی اسرائیل مین مکرر اتفاق ہوا ہے اور (حضرت یحییٰ) کا قصہ تاریخی بڑے بڑے واقعات مین سے ایک بڑا واقعہ ہے اور اسی طرح جو سلوک

یہود نے حضرت مسیح سے کیا اس زمانہ تک اس کی نظیر واقع نہ ہوئی تھی مگر حسینؑ کے
واقعہ نے تمام وقائع پر فوقیت پیدا کر لی۔ تاریخ سے ایسا نہین معلوم ہوتا کہ جانبین
وارباب دیانات مین سے جو شخص بھی قتل ہوا اس کے دشمنون نے غفلتاً اس پر حملہ کر کے
مظلومیت مین اُسے قتل کر دیا اور موافق ان کی مظلومیت (رودلیوشن) انقلاب بھی
ان کے بعد پیش آیا۔ مگر حسینؑ کا واقعہ عالمانہ اور حکیمانہ اور سیاسی حیثیت کا تھا اور
دنیا کی تاریخ مین اس کی نظیر نہین ہے کتنے برس تک حسین اپنے مقتول ہونے کا
انتظام اور تہیہ کرتے رہے اور نہایت بلند اور عالی مقصد ان کے پیش نظر تھا اور
تاریخ مین کہین یہ نہین ہے کہ کسی نے آئندہ زمانہ مین اپنے دین کی ترویج کے لیئے
بہ علم وقصد اپنی جان دی ہو سوائے حسینؑ کے جو مصیبتین کہ حسینؑ نے اپنے نانا کے
دین کے زندہ کرنے مین برداشت کین گذشتہ ارباب دیانات پر فوق رکھتی ہین
اور سابقین مین سے کسی پر واقع نہین ہوئین اور بالفرض اگر کہا جاوے کہ اُن
لوگون نے بھی دین کے لیئے اور دین کی راہ مین جان دی ہے مگر ضرور حسینؑ
کے طرز و انداز پر ایسا نہین ہوا حسینؑ نے اپنی جان شیرین دی۔ اپنے عزیز و
فرزند اپنے بھائی اپنے بھانجے اپنے دوست اقربا سب دیدیئے مال دیا عیال کی اسیری
گوارا کی اور یہ مصیبتین ایک دفعہ ناگہان اور نادانستہ واقع نہین ہوئین کہ مجموعی حیثیت
سے ایک مصیبت کا کل پر اطلاق ہو سکے بلکہ فاصلہ ہو ہو کر یکے بعد دیگرے یہ مصیبتین
پیش آئین اور وارد ہوئین۔ دنیا کی تاریخ مین ایسے مصائب کا پے درپے ہجوم کرنا

حسینؑ کے ساتھ خاص ہے یہی سبب تھا کہ حسینؑ کے قتل ہوتے ہی اور ان دردانگیز واقعات کے پیش آتے ہی اور ان کی عورتون اور بیٹیون کے اسیر ہوتے ہی بنی امیہ کے باطن کا حال طشت از بام ہوگیا۔ اور ان کے اعمال ناشائستہ کے نتائج عالم پر روشن ہوگئے سیاسی احساس اور (رِوُولیوشن) انقلاب کا مادّہ مسلمانون مین پیدا ہوگیا اور سلطنت یزیدی اور بنی اُمیّہ کے برخلاف (رِوُولیوشن) انقلاب شروع ہوگیا اور بنی اُمیّہ کو مخرب اسلام جان کر لوگ ان کی بدعتون اور اختراعی امور کو رد کرنے لگے۔ اور انھین ظالم اور غاصب کہنے لگے اور اس کے برعکس بنی ہاشم کو مظلوم اور مستحق ریاست جاننے لگے اور حقیقی روحانیت اسلام ان مین سمجھی گئی گویا مسلمانون نے حیات تازہ اور نئی زندگی حاصل کی۔ اور اسلام کی روحانیت کے لیے نئی رونق پیدا ہوگئی اسلام کی ریاست روحانی جو دفعتاً زائل ہوگئی تھی اور مسلمان جو کہ اسلام کی جنبہ روحانیت کو فراموش کر بیٹھے تھے ایک خاص روحانیت اور شان کے ساتھ اس کی تجدید ہوگئی۔

جس طرح حسینؑ کے مصائب کی عظمت تمام روحانیین سلف کے مصائب پر مسلم تھی اُسی طرح ان (رِوُولیوشن) انقلاب کی عظمت بھی جو بعد واقعۂ حسینؑ کے پیش آئے تمام سابق (رِوُولیوشنس) انقلابون سے بڑھ گئی اور زمانہ بھی ان کا زیادہ اور تاثیرات بھی ان کی زیادہ تھی ان وجوہ سے محمدؐ کے باقی ماندگان کی مظلومیت تمام عالم مین مشتہر ہوگئی پہلا نتیجہ اس (رِوُولیوشنس) انقلاب کا یہ ہوا

کہ ریاست روحانی کو جو عالم سیاست مین بڑی مہتم بالشان چیز ہے از سر نو بنی ہاشم مین اور مخصوص اعقاب حسینی مین مسلّم ہو گئی (مولف کی غرض حضرات ائمہ طاہرہ سے ہے) اب تک بھی بنی ہاشم اور خاص گروہ لوگ جو نسل حسینؑ سے ہین ایک نظر روحانیت سے تمام مسلمانون مین دیکھے جاتے ہین اور چند سال بھی نہ گذرے تھے کہ باوجود اُس اقتدار اور وسعت کے خاندان یزید و معاویہ سے سلطنت نکل گئی اور ایک قرن سے بھی کم مین تمام بنی امیہ سے بادشاہی مغلوب ہو گئی۔ اور اس طرح مضمحل اور نابود ہو گئے کہ آج اسم و رسم نام و نشان کا بھی پتہ نہین اور جب کبھی کتابون مین ان کا نام آجاتا ہے مسلمان ایک کلمہ شماتت اس کے ساتھ منضم کر دیتے ہین اور یہ سب حسینی سیاست و تدبر کے نتائج ہین کہا جا سکتا ہے کہ ارباب دیانت و روحانیین مین سلف سے آج تک ایسا انجام بین عاقبت اندیش مستقل مزاجی سرگذشت کے ساتھ تاریخ نے یادگار مین نہین چھوڑا ابھی حسینؑ کے قیدی یزید کے پاس تک بھی نہ پہونچنے پائے تھے کہ خون خواہی و انتقام کا علم بلند ہو گیا اور (ریولیوشن) انقلاب یزید کی مخالفت مین شروع ہو گیا۔ حسینؑ کی مظلومیت نے بنی اُمیہ کی تمام سیرتون کو کھول دیا۔ ان کی نیتون کا پردہ فاش کر دیا۔

باوجود اس کے کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ حسینؑ اور خاندان علی کا نام یزید کے قریب اور اس کے مخصوص کے سامنے خیر و خوبی کے ساتھ لے سکے۔ اس

واقعہ کے ہوتے ہی دربار عام اور خلوت وجلوت ہین حسینؑ اور خاندان علیؑ
کا نام تقدس عظمت ومظلومیت کے ساتھ مجبوراً یزید کو سننا پڑتا تھا۔ سوائے
سکوت کے کوئی چارہ نظر نہ آتا تھا۔ بلکہ بعض اوقات ان مظالم واعمال سے
اپنی برارت ظاہر کرتا تھا اور اُس الزام کو اپنی سلطنت کے امرا کی گردن پر
ڈالتا تھا۔ چونکہ یزید نے اس واقعہ کے بعد حسینؑ کے محامد وفضائل بکثرت سنے
تو ایک دن کہنے لگا کہ حسینؑ کا بادشاہ ہوجانا مجھ پر بہت آسان تھا بمقابلہ اس
عظمت وتقدس کے کہ جس کے ساتھ آل نبی اور بنی ہاشم یاد کیے جاتے ہین
انجام کار حسینؑ کے تابعین نے پے درپے ان اررو دلیوشنس سے فائدہ حاصل
کیا۔ اور عظمت وقوت بنی ہاشم کی بھی بڑھتی جاتی تھی۔ اور ایک قرن سے
بھی کم نہ گذرا ہوگا کہ وسیع اسلامی سلطنت بنی ہاشم مین مسلّم ہوگئی۔ اور
اس طرح بنی اُمیّہ کو نیست ونابود کردیا کہ ان کا نام ونشان باقی نہ رہا۔ فقط
چند قرن تک چند آدمی ان مین کے یکے بعد دیگرے (اندلس) مین ریاست
کرتے رہے اب اس بزرگ خاندان سے جو سالہا سال عظیم اور عظیم الشان
سلطنت پر متصرف رہا۔ ایک آدمی بھی اگرچہ گمنام ہی ہو نظر نہین آتا۔ اور اگر
اتفاقاً کہین نظر بھی آئے تو حد درجہ مطعون ہے یہان تک کہ اپنے
حسب ونسب کو بھی مخفی رکھتا ہے چنانچہ مشہور ہے کہ سلاطین قاچاریہ کہ جو اب
ایران مین سلطنت رکھتے ہین بنی امیہ سے ہین مگر وہ خود بھی اب اس شہرت گے

منکر ہیں اور اس سے اپنی برارت ظاہر کرتے ہیں ایک قرن کے بعد بھی جو
بنی ہاشم سلطنت کے مالک ہوئے تو وہ حسینؑ کے بنی اعمام تھے نہ ان کی اولاد
اس لیے کہ حسینؑ کی اولاد نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی اور اسلام کی روحانی
ریاست علی الاطلاق انھیں میں مسلم ہو گئی تھی حسینؑ کے بنی اعمام نے (مولف
کی غرض بنی عباس سے ہے) اگرچہ یہ سلطنت حسینؑ کے تابعین (ارو دلیوشنس)
انقلاب کی برکت سے پائی مگر سلطنت پانے کے بعد اس خوف میں کہ سلطنت
پر کچھ زوال نہ آجائے (ارو دلیوشن) انقلاب والے لوگوں پر نہایت درجہ
تشدد کرنے لگے۔ کہ مبادا اسلامی سلطنت رفتہ رفتہ خاندان حسینؑ میں کہیں منتقل
نہ ہو جائے۔ اِدھر تو بنی عباس کا تشدد بہت تھا۔ دوسرے بنی امیہ کے قلع قمع
ہو جانے سے اور (ارو دلیوشنس) کا جو مادہ تھا اس کے زائل ہو جانے سے
رفتہ رفتہ ان (ارو دلیوشنس) کی تیزی گھٹ گئی۔ حسینؑ اور علیؑ کے تابعین
نے جب یہ دیکھا کہ مانع بہت قوی ہے اور مادہ بہت سست ہے سمجھ گئے کہ
بنی ہاشم کے بادشاہوں سے جو بہت قوی اور زبردست ہیں اور عام خیالوں
کے پریشان ہو جانے کی وجہ سے اب (ارو دلیوشنس) سے ان کا مقابلہ نہیں
کر سکتے۔ لہذا (ارو دلیوشنس) کا طریقہ ظاہری طور پر چھوڑ کر در پردہ اس کی
صورت اس طرح بدل دی کہ ایک جگہ باہم جمع ہو کر ان واقعات مصائب کا جو حسینؑ
پر وارد ہوئے تھے ذکر شروع کر دیا۔ اور وہ اس طریقے سے اس بہت عظیم

(رود لیوشن) کے مادہ کو تازہ رکھتے تھے سلاطین بنی ہاشم (یعنی بنی عباس)
جب اس مطلب کو سمجھے اور حسینؑ کے تابعین کی یہ تدبیر ان کے خیال مین
آگئی۔ تو پہلے سے بھی زیادہ انھون نے تشدد اور ممانعت و مزاحمت لازم سمجھی
اور اس قدر اس مین زیادتی کی کہ علیؑ و حسینؑ کی پیروی جس شخص سے بھی
ظاہر اور آشکار ہوتی تھی۔ تو جس طرح جرائم مین بڑے سنگین جرم مین سزا
دی جاتی ہے اس سے زیادہ ایسے لوگون کے ساتھ رفتار کرتے تھے اور اس
جرم مین ہزارون آدمی حسینؑ کے تابعین سے مقتول و مجروح و مغلوب و
محبوس ہو گئے مگر باوجود اس سختی و تشدد کے بھی (رود لیوشن) انقلاب کا
یہ مادہ علیؑ کے تابعین سے دور نہ کر سکے۔ اور جس قدر انھون نے سختی کی
اسی قدر قوت اور شدت ان لوگون کی بڑھتی گئی۔ تا اینکہ انجام مین انھین
پیروان حسینؑ کی تدبیرون سے اس طبقہ (یعنی بنی عباس) کی سلطنت کا
بھی خاتمہ ہو گیا (اس سے مؤلف کا اشارہ خواجہ طوسی علیہ الرحمہ کی طرف
معلوم ہوتا ہے) اور کچھ زمانہ تک سلطنت حسینؑ کی اولاد مین گردش کرتی رہی
(خلفائے فاطمین مراد معلوم ہوتے ہین) حسینؑ کے بعد روحانی ریاست
انھین کی اولاد مین یکے بعد دیگرے رہی (گویا مقصود مولف کا ائمہ طاہرین
علیہم السلام ہین) یہ لوگ بھی حسینؑ کی عزاداری کو مذہب کا جزو اعظم
قرار دیتے رہے اور جسقدر اس کے نتائج سے علیؑ کے تابعین مین قوت پیدا ہو گئی

مصائب حسینؑ کا ذکر زیادہ آشکارہ ہونے لگا اور جس قدر اُن لوگون نے اس باب مین زیادہ کوشش کی اسی قدر اُن کی قوت اور ترقی بڑھتی گئی کم از کم وہ لوگ جو مقتضائے وقت کے رموز کو اچھی طرح پہچانتے ہین مصائب حسینؑ کے ذکر کا طریقہ بدل کر برابر اس کے طریقہ و پیرایہ مین ترقی کرتے رہے یہانتک کہ آج کے دن جہان کہین کہ کوئی مسلمان بھی ہے حسینؑ کی تعزیہ داری وہان عظیم نمود کے ساتھ موجود ہے اور دوسری قومون اور مذہبون مین بھی رفتہ رفتہ اس نے سرایت کی ہے علی الخصوص ماچین اور ہندوستان مین۔ اور اہل ہند مین اس کی تاثیر کا بڑا سبب یہ ہے کہ انھون نے عزاداری کا طریقہ اپنے مراسم عزا سے مشابہ قرار دیا ہے۔ حسینؑ کی عزاداری کو ہندوستان مین پورے طور پر اور آشکار طریقہ سے شایع ہوئے سو برس سے زیادہ نہین گذرے اس قلیل مدت مین ہندوستان کے اس سرے سے اُس سرے تک عزاداری پھیل گئی۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر روز ترقی پر ہے ہمارے بعضے مورخین اس رسم و رواج کی کمیت اور کیفیت سے ناواقفیت کی حالت مین بیخبری کے طور پر کلام کر گئے ہین اور پیروان حسینؑ کی ماتم داری کی وضع کو بالفظ مجنونانہ لکھ گئے ہین اور وہ بالکل ملتفت نہین ہوئے ہین اور نہین سمجھتے ہین کہ اس مسئلہ نے اسلام مین کیا کیا تغیر و تبدل پیدا کر دیا ملکی احساس جنبش و ہیجان مذہبی کے ساتھ جو تعزیہ داری سے اس قوم مین پیدا ہوا ہے کسی قوم مین

نظر نہین آتا جو شخص پیروان علیؑ کی صد سالہ ترقیون کو ہندوستان مین غور کرے
جنھون نے عزاداری اپنا شعار قرار دیا ہے ضرور تصدیق کریگا۔ کہ ترقی کے بہت
بڑے نکتہ کی وہ پیروی کر رہے ہین سو برس پہلے علیؑ و حسینؑ کے پیرو
ہندوستان مین انگلیون پر گننے کے قابل تھے اور آج ہندوستان مین بحیثیت عدد
کے تیسری قوم قرار پا گئے اور یہی حال ان کا دیگر بلاد مین بھی ہے ہم جس وقت
اپنے منسری لوگون یعنی (دعاۃ مسیحین) کا پروگرام دیکھتے ہین اور اس کا موازنہ
کرتے ہین تو دیکھتے ہین کہ باوجود اُس تمام صرف قوت و ثروت کے اس فرقہ
کی ترقی کا دسوان حصہ بھی حاصل نہین کر سکے۔ اگرچہ ہمارے مذہبی علما بھی
مسیح کے مصائب کا ذکر کر کے لوگون کو بہت متاثر کرتے ہین مگر یہ ذکر اُس وضع
و اسلوب اور اُس شکل پر نہین ہوتا جیسا کہ پیروان حسینؑ مین رواج ہے اور
گویا سبب اس کا یہ ہے کہ مسیح کے مصائب حسین کے مصائب کے مقابلہ مین
اُس قدر مؤثر اور دل گداز نہین ہین ہمارے مورخین کو چاہیئے کہ یگانہ قومون
کے رسم و رواج کو صاف صاف مجنونانہ نہ لکھین راقم کے نزدیک قانون محمدؐ کی
حفاظت اور مسلمانون کی ترقی اور اسلام کی ترقی یہ سب کچھ حسینؑ کے قتل ہو جانے
سے اور ان واقعات کے پیدا ہو جانے ہی سے ہے۔ اسی طرح (پولٹیکل ہلکی
دماغ اور ارودلیوشن) کا احساس جس سے مراد ظلم و ستم کی اطاعت نہ کرنا ہے
جو حکمائے سیاست کے نزدیک نہایت عمدہ طریقہ اور نہایت مبارک سعادت ہے

اور ہر آدمی کی صفات ممدوحہ مین سے محسوب ہے اس قوم مین حسینؑ کی عزاداری
کی بدولت پیدا ہوگیا ہے اور جب تک وہ اس عمل کو اپنا ملکہ قرار دیئے رہین گے
پستی اور زیردستی قبول نہ کرینگے۔ ذرا غور سے دیکھنا چاہیئے ان مجالس کو جو
حسینؑ کی عزاداری مین منعقد ہوتی ہین کہ کیسے کیسے دقیق اور رجات بخش نکتے
ایک دوسرے کے کان تک پہونچاتے ہین اور بباطن تعلیم دیتے ہین۔

راقم (یعنی مؤلف) چند مرتبہ جہان ذکر مصائب ہوتا تھا اسلامیون مین
ایک مترجم مخصوص کے ساتھ گیا اور مین نے سنا کہ وہ کہتے ہین کہ حسینؑ جو ہمارے
پیشوا و امام تھے اور اُن کی اطاعت و پیروی ہم کو واجب ہے یزید کی
زیادتی و زبردستی و ظلم مین مطیع نہین ہوئے اور حفظ شرف اور علو حسب
اور مقام بزرگ حاصل کرنے کے لیئے انھون نے اپنا مال دیا اپنی جان دی
اپنی اولاد دی اپنے عیال دیدیئے اور اس کے عوض مین دنیا مین نام نیک
اور آخرت مین مرتبۂ شفاعت اور تقرب بارگاہ خدا مین حاصل کیا اور انکے
دشمن خسر الدنیا والآخرہ کے مصداق ہوئے۔ اس کے بعد ہم نے خوب
جان لیا کہ وہ لوگ درحقیقت ایک دوسرے کو تعلیم دیتے ہین کہ اگر حسینؑ کی
پیروی رکھتے ہو اگر شرف رکھتے ہو اگر سرداری اور افتخار حاصل کرنا
چاہتے ہو تو تم بھی نوعی یزید دلن کی زبردستی اور اطاعت اختیار کرکے
جور و ظلم برداشت نہ کرنا اور عزت کی موت کو ذلت کی زندگی پر ترجیح دینا اگر

دنیا اور آخرت مین نیک نام اور رستگار رہو۔ یہ بات مسلم ہے کہ جب قوم کو مہد سے لحد تک یعنی بچپنے سے وقت مرگ تک ایسی تعلیم دی جائیگی ان مین کیسے عمدہ ملکات اور کیسے عالی خصائل حاصل ہو جائینگے ہر طرح کی سعادت و خیر افت ان مین حاصل ہو جائیگی سب کے سب حقیقی سرفروش قومی عزت اور نوعی انتخار کے مالک ہو جائینگے۔ آج کل کے ملل متفرقہ کے تمدن حقیقی کا یہی ایک نکتہ ہے۔ یہ تعلیم ہے حقوق شناسی کی۔ یہ معنی ہین (دبلو بانی) تعلیمات کے۔ ہم اہل یورپ بجز اس کے کہ کسی قوم کی ظاہری حرکات کی وضع مذہبی یا ملکی مراسم مین اپنے اصول کے منافی دیکھتے ہین تو مجنونانہ سمجھ کر وحشیانہ کہدیتے ہین۔ یہ نہین سمجھتے کہ جب ان کے اصلی مقصود تک غور کر کے دیکھینگے تو وہ حرکات عاقلانہ اور سیاستانہ معلوم ہون گے۔ اور ہمین ایسا ہی سمجھنا اور کہنا ہوگا۔ چنانچہ اس فرقہ اور قوم (فرقہ شیعہ مقصود ہے) ش۔ت۔ جو کچھ ہم نے کہا اس کے نتائج اچھی طرح ظاہر ہین۔ مناسب ہے کہ قوم و مذہب کے رسم و رواج کی حقیقت پر عام نظر ڈالین ورنہ ایشیائی لوگ بھی ہماری بہت سی رسمین ناپسند کرتے ہین اور بعض حرکتون کو ہماری اپنے آداب کے خلاف جانتے ہین اور غیر مہذبانہ بلکہ وحشیانہ سمجھتے ہین (جس طرح عام جلسون مین مرد و عورتون کا باہم ناچنا) علاوہ سیاستی منافع کے جن کا ہم نے ذکر کیا کہ ان کا اثر طبعی ہے مسلمان اس عمل مین (حسینؑ کی تعزیہ داری مین) آخرت کے بڑے بڑے درجات

کا حاصل ہونا اعتقاد رکھتے ہین - جو شخص تاریخ سے آگاہ اور ایشیا کے رہنے والون کی طبیعت پر مطلع ہے وہ تصدیق کرے گا کہ اخلاق کی اصلاح اور پولیٹیکل امور کی تعلیم اہل ایشیا مین بالفعل بلکہ اور دو قرن تک سوائے مذہب کے اور کسی ذریعہ سے ممکن نہین ہے چاہیئے کہ اہل ایشیا سے محبت قومی و وطنی کے ثمرات مذہب کے سایہ مین حاصل کیئے جائین جس طرح چند قرن پیشتر یورپ کی حالت تھی۔ بالفعل ممکن نہین کہ کوئی شخص اہل ایشیا سے یورپ کی طرح نوعی اور وطنی خدمات کے نام سے خدمت لے سکے ہان مذہب کے ذریعہ سے اُن سے ایسی خدمتین لی جاسکتی ہین جس کے ثمرات قوم اور وطن تک بھی پہونچ جائینگے۔ آج تین سو ملیون نفوس اسلامی مین سوائے پانچ ملیون کے صاحب استقلال معلوم نہین ہوئے پس اگر مسلمان مذہب سے قطع نظر کرکے اور مذہب کو پس پشت ڈال کر قومیت کے نام سے سیاستی ترقی کرنا چاہین (یعنی اپنی پولیٹکل زندگی از سرِ نو کرین) تو بجائے نفع کے انھین نقصان پہونچے گا۔ اس لیے کہ پانچ حصہ مسلمانون کے دوسری قومون کے نشار مین اور دیگر مذاہب مین مضمحل ہو رہے ہین اور اگر وہ قومیت کے نام سے ترقی چاہین گے تو پانچ حصے ان کی سیاستی زندگی سے محروم رہین گے ۔ ہان اگر وہ اسلام کے اسم جامع کے ذریعہ سے ترقی کرنا چاہین گے تو جمیع افراد اہل اسلام مین پولٹیکل روح نمودار ہو جائیگی اور روحانی سلسلہ اور رابطہ کے ذریعہ سے وہ تمام ملل اسلامیہ

جو دوسری قومون کے فشار مین اضمحلال سے محفوظ رہین گی۔ اور روحانی بادے جو
آج مسلمانون مین مروج ہین ان مین سے حسینؑ کی تعزیہ داری کے سوا کوئی چیز
بھی پولٹیکل احساس مسلمانون مین پیدا نہین کر سکتی اور اگر دو قرن تک مسلمانون
مین اسی طرح تعزیہ داری کو شیوع رہے اور تمام مقامات مین عمومیت حاصل ہو
تو مسلمانون مین تازہ طور پر پولٹیکل زندگی پیدا ہو جاوگی۔

آج بھی مسلمانون مین جو استقلال باقی رہ گیا ہے اس مین نصف اعلیٰ اسی
نکتہ کی پیروی کا نتیجہ ہے (سلطنت اہل تشیع مقصود ہے) اور مین اس دن کو
گویا دیکھ رہا ہون کہ اسلامی سلطنتین اسی رابطہ کے سایہ مین قوت پکڑ جائین۔
اور تمام عالم کے مسلمان اسی ذریعہ سے ایک علم اتحاد کے نیچے جمع ہو جائین۔
اس لیئے کہ اسلامی فرقون مین کوئی فرقہ ایسا نظر نہین آتا کہ از راہ دیانت
(دینی حیثیت سے) مصائب حسینؑ ذکر کرنے کا منکر ہو اور اس سے نفرت
کرتا ہو بلکہ اس رسم مذہبی کے ادا کرنے مین عموماً طبعی رغبت رکھتے ہین اور
اور مختلف العقیدہ مسلمانون مین سوائے اس نکتۂ اتحادیہ کے اور کوئی چیز ایسی
معلوم نہین ہوتی۔ حسینؑ تمام رو جانئین مین زیادہ تر حضرت مسیحؑ سے
مشابہ ہین مگر اُن کے مصائب شدید اور سخت تر تھے اور ابتدائے بعثت رفت
تابعان حسینؑ کے بھی پیروان مسیح کے قرون اولیہ کی طرح تھے اگر مسیحی لوگ
بھی پیروان حسینؑ کے اصول اولیہ کی پیروی اختیار کر لیتے یا جو موانع خود

مسلمانون مین پیدا ہو گئے پیروان حسینؑ کو ان کے عمل سے نہ روکتے تو انھین دونون مذہب سے ایک مذہب عالم کے قرون عدیدہ تک عالمگیر ہو جاتا چنانچہ پیروان حسینؑ کی روک تھام کے موانع جب اٹھ گئے تو یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مذہب تمام طبقات اسلامی کو اور تمام دیگر مذاہب کو سیل کی طرح احاطہ کیے لیتا ہے۔

منقول از اخبار اثنا عشری مورخہ ۲۳ فروری سنہ ۱۹۱۰ء

مضمون ڈاکٹر جوزف صاحب

مترجمہ جناب مولوی سید سلطان رضا صاحب عقیل دہلوی از اصلاح نمبر۷ جلد۷

بانیٔ اسلام (محمد ابن عبداللہ صلعم) کی وفات کے بعد اُن کی جانشینی کی نسبت جس کو مسلمان لفظ خلافت سے یاد کرتے ہیں ان کے پیرؤوں میں کلمہ اور عقیدہ کا اختلاف پیدا ہو گیا۔ ایک گروہ ان کے داماد علی ابن ابی طالب کی خلافت کا قائل ہو گیا اور دوسرے گروہ نے اُن کے خسر (ابوبکر ابن ابی قحافہ) کو خلیفہ مان لیا۔ سچ پوچھو تو جس روز محمد ابن عبداللہ صلعم اس جہان سے رخصت ہوئے مسلمانوں میں اُسی روز سے یہ اختلاف محسوس ہونے لگا۔ لیکن تاریخ سے یہ بات معلوم نہیں ہو سکتی کہ ان دونوں فرقوں نے اپنے اپنے نام کب پائے۔ یعنی کب سے داماد کے پیرو "شیعہ" اور خسر کے پیرو "سنی" کہلانے لگے۔ لیکن ان دونوں فرقوں کی مخالفتیں روز بروز بڑھتی گئیں یہاں تک کہ داماد جانشین ہو گیا اور پیغمبر کی بیوی عائشہ اس کی مخالفت کے لیے کھڑی ہوئیں۔ اور دوسری بیوی کے بھائی محمد (معاویہ) نے شام میں شاہی جھنڈا بلند کیا اور لڑائیاں

اور خون ریزیان ہوئین - اس وقت تک اِن دونون فرقون کا نفاق قلبی تھا
مگر جبکہ قتل و قصاص کی نوبت پہونچی تو دشمنی کھلم کھلا پیدا ہو گئی - اور ہر ایک نے
علانیہ اپنا اپنا نام ظاہر کیا اور ایک نے فخریہ اپنے تئین شیعہ اور دوسرے نے
سنّی کہا - جب بادشاہ شام بیر دان داماد (محمد صلعم) کے قتل و غارت کی بنیاد
ڈال کر اس کا (داماد) نام فحش دو شنام سے لینے لگا اور ہزار مہینے تک یہ دشنام دہی
اہل اسلام کے ممبرون اور مسجدون مین داماد (محمد صلعم) کے حق مین جائز رہی
تو اس معاملہ نے شیعہ سنّی مین عداوت بڑھا دی - یہان تک کہ فرقہ شیعہ نے
بھی ان کے بزرگون سے نفرت کرنے کو عمل سمجھا - باوجود ان سب باتون کے چونکہ
حکومت اور پورا پورا اقتدار شیعون کو سوائے اس تھوڑے عرصے یعنی مدت
خلافت علیؑ ابن ابی طالب کے میسر نہین آیا تھا ان کی قوت و طاقت کچھ
زیادہ نہ تھی - ٹڈیون کی طرح منتشر - اور جان کے خوف سے اپنے تئین
علانیہ ظاہر نہین کرتے تھے - یہان تک کہ محمدؐ کے نواسے حسین کو بادشاہ شام
کے بیٹے یزید (ابن معاویہ) کے حکم سے معہ اُن کے اصحاب کے حوالی کوفہ مین
قتل کیا - اس سانحہ نے بڑی شورش پیدا کی اور تابعین داماد محمد کو برانگیختہ کر دیا
اور قومی اور آمادۂ جنگ بنا دیا اور وہ لڑے اور خون ریزیان کین اور بہت
کچھ غم کیا - یہان تک نوبت پہونچی کہ اس فرقہ نے پیغمبر کے نواسے حسینؑ کی عزاداری
کو جزو ایمان مذہب ٹھہرالیا - اور اس سبب سے کہ یہ لوگ اپنے بزرگان دین پیغمبر

کے بعد اولاد علیؑ و فاطمہؑ مین سے بارہ امام کو جانتے ہین اور ان مین سے ہر ایک کے قول و فعل کو قول خدا و رسول کے مرتبے مین اور بعد قرآن جانتے ہین اور ان کے امامون نے بھی ان لوگون کو امام حسینؑ کی سوگواری کی تاکید کی رفتہ رفتہ یہ عزاداری مذہب شیعہ کا ایک رکن بلکہ رکن اعظم قرار پا گئی۔ اسلام کے ابتدائی زمانے مین یہ فرقہ اتنا ظاہر نہ تھا۔ اس گروہ کی قلت کے سبب دو ہو سکتے ہین۔ اوّل یہ کہ ریاست و حکومت جو فی نفسہ کسی مذہب کے پیروؤن کی ترقی کا باعث ہو سکتی ہے دوسرے فرقہ کے ہاتھ مین تھی۔ دوسرے اس گروہ کا قتل و غارت جو ہر موقع اور میدان مین ہوتا رہا ہی یہی باعث تھا کہ قرن دوم اسلام کے شروع مین شیعون کے ایک امام نے اپنے تابعین کے جان و مال بچانے کی غرض سے مذہب شیعہ کے چھپانے کا حکم دیا۔ تقیہ نے اس فرقہ کو قوی بنا دیا چونکہ ظاہر نہ تھے ان کے زبردست مخالف انکے قتل و غارت کا موقع نہ پاتے تھے۔ اور خفیہ مجلس و ماتم برپا کر کے مصائب حسینؑ مین روتے تھے۔ یہ اثر دلون مین ایسا راسخ ہوا کہ کچھ عرصہ نہ گذرا کہ اس گروہ نے بلندی حاصل کر کے ترقی کی اور کتنے ہی وزیر اور بہت سے بادشاہ اور خلیفہ اس مذہب کے بعضے تقیہ مین اور بعضے علانیہ معتقد ہو گئے۔ امیر تیمور گورگانی کے بعد کے زمانہ سے جبکہ سلطنت ایران رفتہ رفتہ خاندان صفویہ مین آ گئی۔ فرقہ شیعہ کا مرکز ایران قرار پایا۔ بموجب اس اندازے

کے جو بعض فرانس کے سیاحون نے کیا ہے چھ سات مسلمانون مین ایک شیعہ ہوتا
ہے اس ترقی سے جو اس فرقہ نے بغیر کسی ظلم کے تھوڑے عرصہ مین کی ہے
کہہ سکتے ہین کہ ایک دو قرن مین مسلمانون کے تمام فرقون سے شمار مین بڑھ جاینگے
اور یہی تعزیہ داری جس نے اس فرقہ کے ہر فرد کو اپنے مذہب کا مشنری (داعی)
بنا رکھا ہے آج روئے زمین پر کوئی مقام ایسا نہین ہے جہان دو شیعہ ہون
اور امام حسینؑ کی عزاداری نہ کرین اور زر و مال خرچ نہ کرین۔ مین نے بندر مارسل
مین ایک عرب شیعہ بحرینی کو دیکھا کہ ہوٹل مین تن تنہا مجلس عزا قائم کی ہے۔
اور کتاب لیے کرسی پر بیٹھا ہوا کچھ پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے بعد ازان جو شربت
و طعام اس نے مجلس کے لیے تیار کیا تھا فقرا کو تقسیم کیا یہ لوگ اس راہ مین
دو طرح مال و دولت خرچ کرتے ہین۔ بعضے ایسے ہین کہ ہر سال اپنے مال
مین سے مقدور کے موافق اس راہ مین اٹھاتے ہین یہ رقم لاکھون فرنک سے
بھی بڑھ جاتی ہے۔ اور دوسرے اوقات ہین جو اس فرقہ نے مجالس ماتم بپا کرنے
کے لیے مخصوص کر دیئے ہین۔ اور یہ مقدار بہت ہی زیادہ ہے۔ کہہ سکتے ہین کہ
اسلام کے تمام فرقے ملا کر بھی اس فرقہ کے برابر اپنے مذہب کی راہ مین مال و
منال خرچ نہین کرتے۔ اور اس فرقہ کے وقفیات تمام اسلامی فرقون کے
وقفیات کی نسبت دگنے اور تگنے ہین۔ اس فرقہ مین سے ہر ایک (بلا استثناء)
اپنے مذہب کا مشنری (داعی) ہے اور یہ نکتہ تمام مسلمانون پر پوشیدہ ہے یہانتک

کہ شیعون کو بھی اپنے اس عمل سے اس فائدے کا خیال نہین ہے۔ ان کی نیت ثواب عاقبت ہے لیکن چونکہ لابد ہے کہ ہر عمل اس عالم مین اپنا اثر بالطبع بخشے یہ فعل بھی شیعون کو اپنے پھل دیتا ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ جس مذہب مین ۵۰ - ۶۰ ملین مشنری ہون لامحالا جو ترقی ان کے لیے موزون ہے رفتہ رفتہ کرینگے اس فرقہ کے روسائے روحانی اور بادشاہ وزیر تک بھی مشنری گری (دعوت مذہب) کی صفت سے خالی نہین ہین۔ اس فرقہ کے فقرا و مساکین چونکہ اس طریقہ سے پورا فائدہ اٹھا چکے ہین اور اٹھاتے ہین اس لیئے وہ ماتمداری کے بجا لانے مین بزرگون سے زیادہ کوشش کرتے ہین۔ کیونکہ اس سے عقبیٰ مین اجر اور دنیا مین اجرت حاصل کرتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ اس فرقہ کے بہت سے عالم کاروبار دنیاوی چھوڑکر اس عمل مین مشغول ہو گئے ہین۔ اور اس بات کی کوشش کرتے ہین کہ اپنے بزرگان دین کے فضائل اور ان مصائب کا ذکر جو اس خاندان برگذرے ہین گویائی کی طاقت سے ممبرون پر اور عام مجلسون مین لوگون کے سامنے باحسن وجہ پڑھین۔ ان مشقتون کے سبب سے جو یہ لوگ اس فن مین اٹھاتے ہین ان لوگون کے واعظین بھی اسلام کے تمام فرقون سے زیادہ ہین۔ چونکہ ایک بات کے بار بار بیان کرنے سے لوگون کے دل گھبرا جاتے ہین اور تاثیر نہین رہتی یہ لوگ محنتین کر کے تمام مسائل اسلامی کو جو ان کے مذہب سے متعلق ہین اسی پیرایہ مین ممبرون پر بیان کرتے ہین۔ اس کا اثر یہانتک

ہے کہ شیعون کے اَن پڑھ اور اسلامی فرقون کے لکھے پڑھے آدمیون نے اپنے
مذہبی مسائل مین جو انھون نے بہ کثرت علما سے سنے ہین زیادہ واقف ہوتے ہین۔
اور فرقہ شیعہ اس ذریعہ سے نیز اور ذریعون سے جو اس ذریعہ سے حاصل ہوتے ہین
تمام مسلمانون سے زیادہ معاش حاصل کرتے ہین۔ آج روے زمین پر جس طرف
نظر ڈالیے خواہ بحیثیت لیاقت۔ شائستہ سے شائستہ مسلمان معرفت و علم و ثروت مین
فرقہ شیعہ سے نظر آوینگے۔ اس فرقہ کی مشنری گری (دعوت مذہب) اپنے یا
دیگر فرق اسلامی تک محدود نہین ہے بلکہ جس قوم مین یہ لوگ قدم رکھتے ہین
اس پر بھی ویسا ہی اثر اور جذبہ ڈال دیتے ہین۔ کثیر التعداد شیعہ جو آج ہندوستان
مین دیکھے جاتے ہین۔ سب عزاداری کی بدولت ہین۔ فرقہ شیعہ نے سلاطین صفویہ
کے زمانے تک مین بھی اپنے فرقہ کو تلوار کے زور سے ترقی نہین دی بلکہ قوت کلام سے
جس کا اثر تلوار سے زیادہ ہوتا ہے۔ ان لوگون نے اس درجہ تک حیرت انگیز ترقی
کی ہے۔ آج اس فرقہ نے اپنے مراسم مذہبی کے ادا کرنے مین ایسی ترقی کی ہے کہ
۱/۴ مسلمانون کو اپنے خیالات کا پیرو بنالیا ہے بہت سے ہندو اور پارسی اور
اور مذہب والے بھی ان کے شریک ہوگئے ہین اور یہ بات ظاہر ہے کہ ایک
قرن کے گذرنے کے بعد جبکہ یہ خیالات وراثتاً ان لوگون کی اولاد مین منتقل ہونگے
تو وہ بھی مان لین گے یا اس مذہب کی تصدیق کرین گے۔ چونکہ فرقہ شیعہ اپنے تمام
مطالب کو اپنے مذہب کے بزرگون سے متعلق جانتا ہے۔ اور انہی مشکلون اور

حاجتون مین ان سے مدد طلب کرتے ہین دوسرے فرقے بھی جو ان کے افعال
و اعمال مین شریک ہوتے ہین بہت سے اُن کی پیروی کرتے ہین اور جو ان ہی
کہ اپنی آرزو پاتے ہین ان کا اعتقاد خود بخود زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے۔ ان قرائن
و اسباب سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ تھوڑا عرصہ نہین گذرے گا کہ یہ فرقہ از روے
شمار تمام اسلامی فرقون سے بڑھ جائے گا۔ ایک دو قرن گذرے کہ یہ فرقہ
سواے ایران کے عموماً بسبب قلت و عدم قدرت اپنے مذہب مین تقیہ کرتا تھا
جب سے دول مغرب نے ممالک شرقیہ مین تسلط حاصل کیا ہے اور تمام
مذہبون کو آزادی بخشی ہے۔ یہ فرقہ علی الاعلان ہر جگہ اپنے مراسم مذہبی عمل
مین لاتے ہین اور یہ آزادی ان کے حق مین ایسی مفید ثابت ہوئی ہے کہ تقیہ
کا نام مذہب شیعہ سے اٹھ گیا۔ ان اسباب کی مناسبت سے جن کا ذکر ہوا یہ فرقہ
زمانہ کی ضرورتون سے تمام اسلامی فرقون کی نسبت زیادہ واقف ہے۔ اور
کسب معاش و تحصیل علوم مین اورون سے سبقت لے گیا ہے۔ صناع جو صنعت
سے روزی حاصل کرتے ہین تمام فرقون سے زیادہ ان مین موجود ہین۔
چونکہ اکثر مختلف ہوتے ہین۔ ان کے ملازم اور خادم بالطبع ان کے تابع ہو جاتے
ہین۔ علاوہ اس کام کے واسطے کہ جس کی انھین ضرورت ہوتی ہے اُنکی
دوستی اور معاشرت تمام فرقون کے ساتھ لازم و ملزوم ہے۔ اور ان کا میل
جول ان کے ساتھ ان کی محفلون اور مجلسون کی کثرت سے ہوتا ہے۔

اور جبکہ اُن کے ہم مشرب بار بار اُن کے مذہبی اصول اور باتین سنتے ہین تو
لامحالا اُن کے مذہب سے واقف ہو جاتے ہین۔ اور مشنری کا کام بھی یہی ہے۔
اور جو اثر اس سے ہوتا ہے وہ وہی اثر ہے جس کو تمام دول مغرب کے عقلمندون
نے دین مسیح کی ترقی کے لیے تعجب خیز اخراجات سے پیدا کرنا چاہا ہے۔
منجملہ اُمور سیاسی کے جس کو فرقہ شیعہ کے بزرگون نے چند قرن سے اس طرف
لباس مذہبی پہنا دیا ہے۔ اور جس نے اپنے اور بیگانون کے دل اپنی طرف
کھینچ لیے ہین اصول تماشا کا اختیار کرنا ہے۔ جس کا نام شبیہ و تعزیہ ہی
ماتم حسین علیہ السلام ہین۔

تھیٹر کو پہلے حکمائے ہندوستان نے چند اغراض سے جن کا ذکر
ہماری بحث کے موضوع سے خارج ہے جزو عبادت قرار دیا تھا۔ اس کے
بعد اہل یورپ نے بمقتضائے سیاست تماشے کے رنگ مین لا کر عام تماشہ
گاہون مین مہمات سیاسی کو تالیف قلوب کی غرض سے عام و خاص کو دکھانا
شروع کیا اور رفتہ رفتہ بیک کرشمہ دو کار کا مضمون ہو گیا یعنی تفریح طبع
بھی اور پولٹیکل معاملات کی طرف طبیعت کا میلان بھی۔ فرقۂ شیعہ نے اس
نکتہ سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر اس کو مذہبی لباس پہنا دیا ہے۔ ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ فرقۂ شیعہ نے یہ عمل اہل ہنود سے لے لیا ہے۔ بہر صورت جو اثر کہ
تعزیہ اور شبیہ سے خاص و عام کے دل پر ہونا چاہیے وہ ہوتا ہے۔ ظاہر ہے

کہ ادھر تو مجالس مین متواتر روضہ خوانی کا ہونا اور ممبرون پر اور مجلسون مین
اُن مصیبتون کا جو اُن کے بزرگان دین پر گذری ہین اور اُن ظلمون کا جو
امام حسینؑ پر ہوئے ہین ذکر کرنا اور اُس پر شوق دلانے والی حدیثون کا جو
مصائب آل پیغمبرصؐ کے بارہ مین وارد ہین بیان کرنا اور پھر اُن مصائب کی شبیہ
بھی لوگون کو دکھانا نہایت موثر ہوتا ہے اور جتنا خیال مین آسکتا ہے اس سے
بھی زیادہ اس فرقہ کے اعتقاد کو مضبوط کرتا ہے اور انھین باریک نکتون سے
اس بات کا پتہ لگتا ہے کہ مذہب شیعہ کی ترقی کے آغاز سے آج تک یہ نہین سنا گیا
کہ ان مین سے چند لوگون نے یا ایک جماعت نے دین اسلام کو ترک کیا ہو یا دیگر
فرق اسلامی کی طرف مائل ہوئے ہین۔ یہ لوگ شبیہ کو کسی طرح نکالتے ہین کبھی
مجالس مخصوص مین اور کبھی مقررہ مقامات پر۔ چونکہ اس قسم کی مجلسون اور خاص
مقامات مین دوسرے فرقون کے لوگ کم شریک ہوتے تھے۔ ایک خاص طرز
ایجاد کرکے اور شبیہ نکال کر کوچہ اور بازار اور تمام فرقون مین پھراتے ہین۔ اور
اور اس سے ایسا اثر جو ہونا چاہیئے۔ ایسے نظارہ کے دیکھنے سے ہوتا ہے اپنے
بیگانے ہر فرقے کے دل پر پڑتا ہے اور رفتہ رفتہ اس عمل شبیہ نے خاص و عام
کو ایسا گرویدہ بنالیا ہے کہ بعضے اسلامی فرقے اور ہنود بھی شیعون کی تقلید کرکے
شبیہ نکالنے مین ان کا ساتھ دیتے ہین۔ شیعہ کا رواج تمام ممالک اسلامی سے
ہندوستان مین زیادہ ہے۔ اور اسلام کے اور فرقے اس کام مین ان کے ساتھ

زیادہ تر شریک ہوتے ہین ۔ گویا اصول تماشا و عمل شبیہ کو سلاطین صفویہ نے
(جو اول سلسلہ تھے اور جنھون نے مذہب کی قوت سے سلطنت کو حاصل کیا)
قوت دی ۔ شیعون کے روسائے روحانی نے بھی کسی قدر تائید کی اور جائز جانا ۔
منجملہ ان امور کے جو اس فرقے کی ہر جگہ ترقی اور شہرت کا باعث ہے اپنی حالت
کا دکھانا ہے اس معنی مین بسبب مجالس ماتم ۔ اور شبیہ اور سینہ زنی اور گشت
کرنے اور آشکارا ہونے کے اور فرقون کے دلون کو اپنی حالت دہیبت و قوت
و شوکت سے مائل کر لیتے ہین ۔ یہ بات مانی ہوئی ہے کہ ہر گز وہ جماعت
لوگون کی نظرون اور توجہ کو ایک حد تک اپنی طرف منعطف کرتے ہین ۔ دس ہزار
آدمی اگر کسی شہر مین الگ الگ ہون اور ہزار آدمی ایک جگہ جمع ہون تو اُن ہزار
آدمیون کی شوکت و نمود خاص و عام کی نظرون مین اُن دس ہزار سے زیادہ
ہوگی ۔ علاوہ برین جب ہزار آدمی اپنے ہون گے تو ہزار غیر بھی بعضے تماشہ
کی غرض سے بعضے دوستی و آشنائی کی وجہ سے ۔ بعضے اپنے ضروری کام انجام
دینے کے لیئے شامل ہو جائینگے ۔ اور لوگون کی نظرون مین ان کی قوت و شوکت
دگنی معلوم ہوگی ۔ یہی وجہ ہے کہ ہر جگہ اگرچہ شیعون کی جماعت قلیل ہے اس عمل
سے لوگون کی نظرون مین ان کی جمعیت دُگنی اور قوت و شوکت دس گنی معلوم
ہوتی ہے ۔ اور اس قوم کی شہرت اور ترقی کا سبب زیادہ تر یہی نکتہ ہے منجملہ
ان امور طبعی کے جو اور فرقون کے دلون پر اثر ڈالتے ہین فرقہ شیعہ کے مددگار ہین و

مظلومیت کا جلوہ ہے جو یہ لوگ اپنے بزرگان دین کی نسبت ظاہر کرتے ہین
یہ ایک نیچر سائنس کا مسئلہ ہے کہ ہر شخص بالطبع مظلوم کا طرفدار اور زبردست
پر کمزور کا غلبہ چاہتا ہے۔ ضعیف و مظلوم اگرچہ حق پر نہو اس قوی اور ظالم کی نسبت جو حق
پر ہو انسانی طبیعتین اس کی طرف زیادہ راغب ہوتی ہین خصوصاً اس صورت مین
جبکہ اُس پر ایک مدت اور زمانہ گذر گیا ہو۔ یورپ کے مصنفین نے جو حسینؑ اور اُن کے
اصحاب کے جنگ و جدل کا حال لکھا ہے باوجودیکہ ان لوگون پر کچھ اعتقاد نہین رکھتے۔ تاہم
ان کے قاتلون کا نام لعن و طعن سے لیتے ہین اور یہ قدرتی باتین ہین جن کو کوئی روک
نہین سکتا۔ یہ نکتہ قدرتاً فرقۂ شیعہ کا معاون بن گیا ہے۔ منجملہ ان امور کے جو فرقۂ شیعہ
کی اصلاح اور ضروری ترقیات کے لیے چراغ راہ اور رہنما ہین مسئلہ اجتہاد ہے۔
مین اجتہاد کے معنی اور حقیقت فرقۂ شیعہ کے عقیدے کے موافق اس کتاب مین ٹھیک
ٹھیک بیان نہین کر سکتا۔ صرف اتنا کہہ سکتا ہون کہ اجتہاد نے اس مذہب کو پُرانا
اور کہنہ ہونے سے باز رکھا ہے اور رکھے گا۔ اگرچہ اب تک اس فرقہ کے مجتہدون نے
اجتہاد کے سیاسی فائدون سے کم حصہ لیا ہے لیکن تمام عقلمند اس بات کے قائل ہین
کہ اجتہاد کی بدولت مذہب شیعہ کے اصول سیاست کے اعلیٰ درجہ تک پہونچ گئے ہین
اُن قومون اور مذہبون کی ترقی کے لیئے جو روحانیت کو دین و دنیا کی صلاح اور رستگاری
خیال کرتے ہین اجتہاد کیمیا (سرخ گندھک) کا حکم رکھتا ہے۔ اجتہاد نقائص
مذہبی کو دور کر دیتا ہے اور مقتضائے وقت کے موافق پیش قدمی کر کے مذہب

کو کہنہ اور فرسودہ ہونے سے جو زمانہ کے ساتھ لازمی ہے باز رکھتا ہے۔ اجتہاد مقامات سیاسی مین قوم کے سب آدمیون کو سلطنت سے ملا دیتا ہے اجتہاد جس وقت موقع دیکھے مذہبی احکام کو سیاست کے رنگ مین لا سکتا ہے۔ اجتہاد ضرورت وقت کے مطابق مذہب مین کوئی نقص پیدا نہین ہونے دیتا۔ فرقۂ شیعہ نے اجتہاد پر یہان تک زور دیا ہے کہ ان کے مذہب کا ایک بڑا رکن قرار پا گیا ہے۔ اور اگر مجتہدین اور سلطنت شیعہ مین اختلاف نہ ہوا اور دانشمندی سے اپنی دولت و ملت کی ترقی مین مل کر کوشش کرین عام اس سے کہ وہ قرض لینے کی آفتون سے محفوظ رہین۔ ترقی کے ہر درجہ جوان کے لائق ہو پہونچ سکتے ہین۔ بشرطیکہ دونون دانشمندی اور عاقبت اندیشی اور قوم کی خیرخواہی سے کام لین۔ مسائل سیاسی مین سب سے زیادہ ضروری جو فرقۂ شیعہ کی امید و نجات کا باعث ہو سکتا ہے حجت عصر کے وجود کا اعتقاد اور اُن کے ظہور کا انتظار ہے کیونکہ اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ رات کو جب سوئے تو یہ خیال کرے کہ صبح کو جب اٹھیگا تو حجت عصر ظہور فرمائین گے ان کی مدد کے لیئے تیار رہے۔ اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ تمام روئے زمین کی سلطنتین اور قومین ان کی تابع اور مطیع ہو جائین گی۔ گویا ہر ایک شیعہ شاہ ہو یا گدا عورت ہو یا مرد جب سوتے ہین تو اپنے مذہب کی ترقی اور عالمگیری اور اقتدار کی امید پر صبح کو اٹھتے ہین۔ اور مجتہدین کو امام عصرؑ کا نائب جانتے ہین۔ دانشمندان سیاست (پولٹشنز) پر یہ بات روشن ہے کہ جب یہ عقیدہ ایک بزرگ قوم کے ہر فرد مین پھیل کر پورا رسوخ پیدا کریگا ضرور ایک دن

قدرتی سامان ان کے واسطے پیدا ہو جائینگے۔ یاس و حرمان ہر قسم کی ذلت و خواری
پیدا کرتی ہے اور اس کے برخلاف حوصلہ اور امید اور دلی اعتقاد کی قوت جو حکم
طبعی مین داخل ہے فلاح و نجات کا سرمایہ ہے۔ اگر اعتقادات مذہبی مشرقی
قومون مین اور دو سو برس اپنے اثر پیدا کرلین تو یہ کہہ سکتے ہین کہ اس عرصہ مین
ان قدرتی سامانون کے مہیا ہونے اور اس قسم کی دنیاوی ترقی کے اسباب موجود
ہونے کے سبب فرقہ شیعہ حیرت انگیز ترقیان کریگا اور از روے عدد قدرت و قوت
اول فرقہ ہوگا۔ اگر مذہبی اعتقادات کے اثر کا خیال نہ بھی کرین تو بھی یہ فرقہ اس
قابل ضرور ہوگا کہ علاوہ مذہب کی قدرتی اور دنیاوی طاقتون کے۔ اپنی شوکت و
اقتدار و قوت و سلطنت دنیا مین قائم رکھے"

نظامی پریس بک ایجنسی لکھنؤ میں کافی ذخیرہ
شیعوں کی کتابوں کا موجود رہتا ہے

فہرست طلب فرمائیے